THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

پاکستان کے صوبہ پنجاب میں فوتگی سے متعلق رسومات علوم اسلامیہ کی روشنی میں حقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Funeral and Post-Death Rituals in Punjab (Pakistan): A Critical Study in the Light of Islamic Sciences

ستارہ جبین [1] ڈاکٹر راجہ ظریف [2]

Sitara Jabeen
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sialkot
Dr. Raja Muhammad Zareef
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Sialkot
Email: Dr.zareefkhan@uskt.edu.pk

Abstract

This study examines the funeral practices and post-burial rituals prevalent in the Punjab province of Pakistan in the light of Islamic teachings. In Islamic law, death rituals are meant to be simple and dignified, consisting primarily of washing the deceased, shrouding (kafan), offering the funeral prayer (Salat al-Janazah), and burial without unnecessary delay. However, in Punjab, a number of cultural customs have gradually become associated with funerals and mourning ceremonies. These include practices such as lamentation (noha), recitation of specific phrases while carrying the funeral, collective Qur'anic recitations, Fatiha gatherings, and commemorative events like the third day (Teeja), tenth day, fortieth day (Chehlum), and annual death anniversaries. Although many of these practices are performed with the intention of praying for the deceased or sending rewards (Isal-e-Thawab), their religious legitimacy is debated because many of them lack clear foundations in the Qur'an, the Sunnah, or the practices of the Companions of the Prophet ﷺ. Using a qualitative research methodology, this study analyzes relevant Qur'anic verses, authentic hadith literature, classical juristic discussions on the concept of bid'ah (religious innovation), and the socio-cultural context of Punjab. The research also highlights the historical and cultural influences that contributed to the development of these rituals, including local customs and inter-cultural interactions in the subcontinent. The findings suggest that while Islam encourages supplication, charity, and remembrance of the deceased, the specification of particular days and ceremonial forms often stems from cultural traditions rather than explicit religious injunctions. The study therefore emphasizes the need for greater awareness of authentic Islamic teachings and encourages the adoption of simple, Sharia-compliant funeral practices that avoid unnecessary social and financial burdens on bereaved families.

---

1 پی ایچ ڈی اسکالر، علوم اسلامیہ، فیکلٹی آف ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ

2 اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، فیکلٹی آف ہیومینٹیز اینڈ سوشل سائنسز، یونیورسٹی آف سیالکوٹ، سیالکوٹ

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Key Words: primarily, shrouding, funerals, commemorative, influences

تعارف موضوع:

پاکستان میں موت محض ایک حیاتیاتی واقعہ نہیں ہے بلکہ یہ گہرے سماجی، ثقافتی، مذہبی اور معاشی پہلوؤں پر مشتمل ایک پیچیدہ عمل ہے۔ پاکستان کی اکثریتی آبادی مسلمان ہے، اس لیے یہاں جنازے کی بنیادی رسومات اسلامی شریعت کے مطابق ادا کی جاتی ہیں۔ شریعت میت کو جلد از جلد سپردِ خاک کرنے کا حکم دیتی ہے۔ تدفین سے قبل میت کو غسل دیا جاتا ہے، جو جسمانی اور روحانی پاکیزگی کی علامت ہے، اور پھر سادہ سفید سوتی کپڑے (کفن) میں لپیٹا جاتا ہے۔ اس کے بعد نمازِ جنازہ (صلاۃ الجنازہ) باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ میت کو قبر میں دائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹایا جاتا ہے۔ سوگ کی مدت عام طور پر تین دن ہوتی ہے، تاہم بیوہ کے لیے یہ مدت (عدت) چار ماہ اور دس دن ہے۔

اسلام نے انسانی زندگی کے ہر مرحلے کی طرح موت اور تدفین کے مراحل کے لیے بھی واضح ہدایات مقرر کی ہیں۔ قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی ﷺ میں میت کی تجہیز و تکفین، نمازِ جنازہ اور تدفین کے طریقہ کار کو سادگی، وقار اور شرعی اصولوں کے مطابق انجام دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے "**كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ**"[3] جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جنازے اور تدفین کے طریقوں کی تفصیلی روایات موجود ہیں۔ صوبہ پنجاب میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ مقامی ثقافتی روایات بھی پائی جاتی ہیں، جن کے امتزاج سے بعض ایسی رسومات رائج ہو چکی ہیں جو شرعی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ ان رسومات کو دینی اصطلاح میں "بدعات" کہا جاتا ہے۔

موضوع کی اہمیت

یہ موضوع دینی، سماجی اور اصلاحی اعتبار سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اسلام میں بدعت کو ایک سنجیدہ مسئلہ قرار دیا گیا ہے۔ سنن نسائی کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے فرمایا "**فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة**[4]"۔ (ہر نئی ایجاد بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔

پنجاب میں رائج بعض رسومات مثلاً تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی، قل خوانی اور اجتماعی فاتحہ خوانی وغیرہ سماجی دباؤ اور روایت کے زیرِ اثر انجام دی جاتی ہیں۔ ان رسومات پر مالی اخراجات اور نمود و نمائش بھی شامل ہو جاتی ہے، جو غمزدہ خاندان پر اضافی بوجھ بنتی ہے۔ اس لیے اس موضوع پر تحقیقی مطالعہ معاشرتی اصلاح اور دینی آگاہی کے لیے ناگزیر ہے۔

برصغیر میں بدعات اور رسوم ورواج کے موضوع پر متعدد علماء نے کام کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی تصنیفات میں دین میں غیر شرعی اضافوں کی اصلاح پر زور دیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے "اصلاح الرسوم" میں معاشرتی بدعات کی نشاندہی کی۔ ابن تیمیہ نے بدعت کے مفہوم اور اقسام پر علمی بحث کی، جبکہ یوسف القرضاوی نے معاصر فقہی تناظر میں بدعت کی توضیح کی۔

---

[3] آلِ عمران:185

[4] سنن ابن ماجه/ كتاب السنة/ حديث: 46

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

تاہم پنجاب کی مخصوص ثقافتی رسومات کے تناظر میں جامع اور میدانی تحقیق نسبتاً کم دکھائی دیتی ہے۔ زیادہ تر کام عمومی نوعیت کا ہے، جس میں مقامی سماجی عوامل کا گہرا تجزیہ شامل نہیں۔

اس تحقیق میں بنیادی طور پر معیاری (Qualitative) تحقیقی منہج اختیار کیا گیا ہے، جس کی بنیاد کتابی، تحلیلی اور تقابلی مطالعہ پر ہے۔ سب سے پہلے مصادرِ شریعت یعنی قرآن مجید اور کتبِ حدیث مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے تجہیز و تکفین اور جنازے سے متعلق احکام کو جمع کیا گیا۔ اس کے بعد فقہی و اصولی مباحث کی روشنی میں بدعت کے مفہوم، اقسام اور حدود کا تعین کیا گیا۔ مزید بر آں صوبہ پنجاب میں رائج آخری رسومات کے بارے میں میدانی مشاہدات، سماجی رویّوں اور مقامی روایات کا جائزہ لیا گیا، تاکہ عملی صورتِ حال کو سمجھا جا سکے۔ اس سارے مواد کو تجزیاتی انداز میں پرکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور ثقافتی اثرات کا تقابلی مطالعہ کیا گیا، اور پھر دلائل کی روشنی میں ہر رسم کی شرعی حیثیت متعین کی گئی۔ اس طرح یہ تحقیق نصوصِ شرعیہ، فقہی استدلال اور سماجی حقائق تینوں کو یکجا کرتے ہوئے ایک متوازن اور علمی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

1۔ پنجاب میں آخری رسومات کے نام پر کون کون سی بدعات رائج ہیں؟

صوبہ پنجاب میں آخری رسومات کے ضمن میں بعض ایسی روایات رائج ہیں جو مقامی ثقافت اور سماجی دباؤ کے زیرِ اثر پروان چڑھی ہیں۔ ان میں میت پر نوحہ گری، تیجہ (تیسرے دن اجتماعی دعا)، دسواں، چالیسواں، برسی، اجتماعی قل خوانی، مخصوص دنوں میں کھانے کا اہتمام، قبر پر چادر چڑھانا، چراغاں کرنا اور بعض مقامات پر میت کے ایصالِ ثواب کے لیے باقاعدہ سالانہ تقریبات شامل ہیں۔ ذیل میں چند بدعات و رسومات کی تفصیل دی گئی ہے۔

1.1 میت پر نوحہ گری

نوحہ گری سے مراد میت پر بلند آواز سے رونا، چیخنا، بین کرنا، یا میت کی خوبیوں کو اس انداز میں بیان کرنا ہے جس سے صبر کے بجائے جزع و فزع ظاہر ہو۔ برصغیر کے بعض علاقوں میں خصوصاً خواتین کے درمیان یہ عمل رائج رہا ہے۔

شرعی موقف

اسلامی تعلیمات کے مطابق عبادات اور دینی شعائر میں اصل توقیف (یعنی نص پر موقوف ہونا) ہے۔ سنن نسائی کی روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے" فإن كل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة"[5]۔

- **نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے یعنی جب رونا ماتم کرنا میت کے خاندان کی رسم ہو۔**

آپ ﷺ نے فرمایا: وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنَّتِهِ فَهُوَ كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى وَهُوَ كَقَوْلِهِ: وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ ذُنُوبًا إِلَى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ

[5] سنن ابن ماجہ/کتاب السنۃ/حدیث: 46

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مِنْهُ شَيْءٌ وَمَا يُرَخَّصُ مِنَ الْبُكَاءِ فِي غَيْرِ نَوْحٍ , وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا وَذَلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ[6]".

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں ہر کوئی نگہبان ہے اور اپنے ماتحتوں سے پوچھا جائے گا اور اگر یہ رونا پیٹنا اس کے خاندان کی رسم نہ ہو اور پھر اچانک کوئی اس پر رونے لگے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کا دلیل لینا اس آیت سے صحیح ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کو بلائے تو وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور بغیر نوحہ چلائے پیٹے رونا درست ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جب کوئی ناحق خون ہوتا ہے تو آدم کے پہلے بیٹے قابیل پر اس خون کا کچھ وبال پڑتا ہے کیونکہ ناحق خون کی بنا سب سے پہلے اسی نے ڈالی۔

اس اصول کی روشنی میں اگر کوئی رسم دین کا حصہ سمجھ کر یا ثوابِ خاص کی نیت سے مقررہ طریقے اور وقت کے ساتھ لازم سمجھی جائے تو وہ بدعت کے زمرے میں آسکتی ہے۔ البتہ اگر کوئی عمل محض سماجی سہولت یا عرف کے طور پر ہو اور اسے دینی فریضہ یا لازمی سنت نہ سمجھا جائے تو اس کی نوعیت مختلف ہو سکتی ہے۔

- **میت پر نوحہ کرنا:**

وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: دَعْهُنَّ يَبْكِينَ عَلَى أَبِي سُلَيْمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعٌ أَوْ لَقْلَقَةٌ وَالنَّقْعُ التُّرَابُ عَلَى الرَّأْسِ وَاللَّقْلَقَةُ الصَّوْتُ.

" اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ' عورتوں کو ابو سلیمان (خالد بن ولید) پر رونے دے جب تک وہ خاک نہ اڑائیں اور چلائیں نہیں۔ (نقع) سر پر مٹی ڈالنے کو اور (لقلقة) چلانے کو کہتے ہیں۔"

- **ہ گریبان چاک کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں**

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا زُبَيْدٌ الْيَامِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَطَمَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"[7].

"ہم سے ابونعیم نے بیان کیا ' کہ ہم سے سفیان ثوری نے ' ان سے زبید یامی نے بیان کیا ' ان سے ابراہیم نخعی نے ' ان سے مسروق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورتیں (کسی کی موت پر) اپنے چہروں کو پیٹتی اور گریبان چاک کر لیتی ہیں اور جاہلیت کی باتیں بکتی ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں"۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا کہ نوحہ گری یا سینہ پیٹنا یا چاک کرنا ہمارے مذہب میں جایز نہیں۔

---

[6] صحیح البخاري/كِتَاب الْجَنَائِزِ/حدیث: 1284

[7] صحیح البخاري/كِتَاب الْجَنَائِزِ/حدیث: 1294

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

- **افسوس کا اظہار کرنا**

اس سے متعلق بخاری شریف میں روایت ہے کہ:

" سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجتہ الوداع کے سال (10ھ میں) میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں سخت بیمار تھا۔ میں نے کہا کہ میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے میرے پاس مال واسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہو گی تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو خیرات کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا آدھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہو گا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔ پھر میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرے ساتھی تو مجھے چھوڑ کر (حجتہ الوداع کر کے) مکہ سے جا رہے ہیں اور میں ان سے پیچھے رہ رہا ہوں۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے درجے بلند ہوں گے اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں کو (مسلمانوں کو) تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو (کفار و مرتدین کو) نقصان۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی) اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت پر استقلال عطا فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا۔ لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہار غم کیا تھا"۔[8].

- **رخسار پیٹنے والے ہم میں سے نہیں:**

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹے ' گریبان پھاڑے اور عہد جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے"[9]۔

ابن تیمیہ نے بدعت کی تعریف میں واضح کیا کہ جو عمل کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ سے ثابت نہ ہو اور اسے دین کا حصہ بنالیا جائے، وہ قابلِ رد ہے۔ اس بنا پر ہر رسم کی شرعی حیثیت کا تعین اس کی نیت، صورت اور اعتقادی پہلو کو دیکھ کر کیا جائے گا۔

- **غم کے وقت سر منڈوانے کی ممانعت:**

" ابوبردہ بن ابوموسیٰ نے بیان کیا کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار پڑے ' ایسے کہ ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی ام عبداللہ بنت ابی رومہ کی گود میں تھا (وہ ایک زور کی چیخ مار کر رونے لگی) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت کچھ بول نہ سکے لیکن جب ان کو ہوش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی اس کام سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اظہار

[8] صحيح البخاري/ كِتَاب الْجَنَائِزِ/ حدیث:1295

[9] صحيح البخاري/ كِتَاب الْجَنَائِزِ/ حدیث: 1297

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی غم کے وقت) چلا کر رونے والی' سر منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا تھا[10]"۔

میت کے گھر کھانے کے متعلق بیان:

سنن ابن ماجہ میں حضرت جریرؓ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ میت کے گھر جمع ہو کر کھانا تیار کرنے کو نوحہ کے مشابہ سمجھتے تھے[11]۔

2۔ میت کو کفن دینا

2.1 کفن پر آیات یا کلمہ لکھنا

بعض علاقوں میں کفن کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا قرآنی آیات لکھ دی جاتی ہیں۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں ملتی اور فقہاء نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا ہے، کیونکہ بعد میں یہ کپڑا مٹی اور نجاست کے ساتھ مل جاتا ہے[12]۔

2.2 کفن کے ساتھ تعویذ یا کاغذ رکھنا

بعض لوگ میت کے کفن میں تعویذ، دعائیں یا کاغذ رکھ دیتے ہیں تاکہ میت کو قبر میں فائدہ ہو محدثین اور فقہاء کے نزدیک یہ عمل سنت سے ثابت نہیں[13]۔

2.3 کفن کو بطور تبرک چومنا یا اس کا کپڑا تقسیم کرنا

کچھ علاقوں میں لوگ کفن کو چومتے ہیں یا اس کا کچھ حصہ بطور تبرک اپنے پاس رکھتے ہیں۔ یہ عمل بھی سنت سے ثابت نہیں بلکہ بعد کی رسومات میں شامل ہے[14]۔

2.4 کفن کے کپڑے کو کسی پیر یا درگاہ سے منسوب کرنا

بعض لوگ کفن کا کپڑا کسی بزرگ، درگاہ یا پیر کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے میت کو نجات ملے گی علماء کے مطابق یہ غیر شرعی عقیدہ ہے کیونکہ نجات کا دارومدار ایمان اور اعمال پر ہے[15]۔

شرعی حکم

---

[10] صحيح البخاري / كِتَاب الْجَنَائِزِ / حديث:1296
[11] سنن ابن ماجه / كتاب الجنائز / حديث:1612
[12] محمد تقی عثمانی، اسلام میں بدعات و رسومات، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2005ء، ص145۔
[13] محمد ناصر الدین البانی، احکام الجنائز وبدعها، مکتبۃ المعارف، ریاض، 1992ء، ص182۔
[14] محمد شفیع، احکام جنازہ، مکتبہ دارالعلوم، کراچی، ص54۔
[15] تقی عثمانی، اسلام میں رسم و رواج کی حقیقت، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، ص148۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

کفن وہ لباس ہے جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے۔ میت کو کفن دینا **فرض کفایہ** ہے۔اسلام نے کفن کو سادہ اور باوقار رکھنے کی ہدایت دی ہے۔میت کو غسل دے کر خوشبو لگانا اور کسی قسم کی اضافی رسم یا عقیدہ شامل نہ کرنا۔**رسول اللہ ﷺ** کے بارے میں روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ کو تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا[16]۔"

3۔جنازہ اٹھاتے کلمات پڑھنا

پاکستان کے صوبہ پنجاب اور برصغیر کے بعض دیگر علاقوں میں یہ رواج عام ہے کہ جب جنازہ اٹھایا جاتا ہے یا قبرستان کی طرف لے جایا جاتا ہے تو لوگ بلند آواز سے **کلمہ طیبہ، درود شریف یا دیگر مخصوص کلمات** اجتماعی طور پر پڑھتے ہیں۔ بعض مقامات پر یہ عمل باقاعدہ ایک رسم کی صورت اختیار کر چکا ہے اور اسے جنازے کے آداب کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔

تاہم اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانے کے آداب اور طریقہ کار کو **رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمل** سے سمجھنا ضروری ہے۔اس تحقیق میں جنازہ اٹھاتے وقت کلمات پڑھنے کے رواج کا قرآن و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا۔

3.1جنازے کے ساتھ جانے کا مسنون طریقہ

اسلام میں جنازے کے ساتھ جانے کو ایک اہم عبادت اور باعثِ اجر عمل قرار دیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے اور نماز جنازہ پڑھتا ہے اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے، اور جو تدفین تک ساتھ رہے اسے دو قیراط اجر ملتے ہیں۔"[17]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جنازے کے ساتھ جانا باعثِ ثواب عمل ہے، لیکن اس کے آداب میں **وقار، سکون اور خاموشی** کو ترجیح دی گئی ہے۔

3.2صحابہ کرام کا جنازے کے ساتھ چلنے کا طریقہ

صحابہ کرامؓ جنازے کے ساتھ چلتے وقت غیر ضروری آواز اور شور سے اجتناب کرتے تھے۔

حضرت قیس بن عبادؒ بیان کرتے ہیں:

"صحابہ کرام جنازے کے ساتھ آواز بلند کرنا ناپسند کرتے تھے۔"[18]

اسی طرح فقہاء نے بھی لکھا ہے کہ جنازے کے ساتھ چلتے وقت سکون اور خاموشی اختیار کرنا مستحب ہے۔

---

[16] صحیح بخاری، حدیث 1264

[17] صحیح بخاری، حدیث 1325؛ صحیح مسلم، حدیث 945

[18] السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد 4، ص 74

امام نووی لکھتے ہیں:

"جنازے کے ساتھ چلتے وقت سکون، وقار اور خاموشی اختیار کرنا مستحب ہے[19]۔"

شرح صحیح مسلم، امام نووی

3.3 جنازہ اٹھاتے وقت کلمات پڑھنے کا رواج

پنجاب کے بعض علاقوں میں جنازہ اٹھاتے وقت درج ذیل اعمال دیکھنے میں آتے ہیں:

- بلند آواز سے **کلمہ طیبہ** پڑھنا
- درود شریف یا مخصوص اذکار پڑھنا
- اجتماعی طور پر مذہبی نعرے لگانا

یہ عمل عموماً اس نیت سے کیا جاتا ہے کہ میت کے لیے ثواب حاصل ہو یا جنازے کے ماحول کو دینی بنایا جائے۔

لیکن جب کسی عمل کو **دینی رسم** کے طور پر اختیار کر لیا جائے تو اس کے لیے شرعی دلیل ضروری ہوتی ہے۔

3.4 بدعت کا اصول اور اس کا اطلاق

اسلامی شریعت میں عبادات کے معاملے میں اصل اصول یہ ہے کہ وہ صرف اسی صورت میں جائز ہوتی ہیں جب ان کی بنیاد **قرآن و سنت** میں موجود ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کرے جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے[20]۔"

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"ہر بدعت گمراہی ہے[21]۔"

ان احادیث کی روشنی میں وہ اعمال جو دین کا حصہ سمجھ کر کیے جائیں لیکن ان کی اصل شریعت میں نہ ہو، بدعت کہلاتے ہیں۔

3.5 اس رسم کے پھیلنے کی وجوہات

پنجاب میں جنازہ اٹھاتے وقت کلمات پڑھنے کی رسم کے پھیلنے کی چند اہم وجوہات یہ ہیں:

1. مذہبی جذبات کا اظہار
2. معاشرتی روایت اور تقلید

[19] کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی دفن المیت، ج:2، صفحہ:233، فتویٰ نمبر:144211200030

[20] صحیح بخاری، حدیث 2697؛ صحیح مسلم، حدیث 1718

[21] سنن نسائی، حدیث 1578

3. دینی احکام کے بارے میں مکمل آگاہی کا فقدان
4. عوام میں یہ تصور کہ اس سے میت کو زیادہ ثواب ملے گا

اگرچہ نیت اچھی ہو سکتی ہے، لیکن شریعت میں کسی عمل کی قبولیت کے لیے **صحیح طریقہ** بھی ضروری ہے۔

4۔ تدفین کے وقت مروجہ بدعات

اسلام نے میت کی تدفین کے طریقہ کار کو نہایت سادہ اور باوقار رکھا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو غسل، کفن اور نماز جنازہ کے بعد جلد از جلد دفن کر دیا جائے اور قبر پر سادگی اختیار کی جائے۔

تاہم برصغیر خصوصاً پاکستان کے صوبہ پنجاب میں تدفین کے وقت بعض ایسی رسومات رائج ہو گئی ہیں جو شریعت سے ثابت نہیں بلکہ معاشرتی روایات یا عوامی تصورات کا نتیجہ ہیں۔ ان رسومات کو اکثر دینی عمل سمجھ کر کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن و سنت میں ان کی کوئی واضح بنیاد موجود نہیں۔

ذیل میں تدفین کے وقت پائی جانے والی چند معروف بدعات کا تفصیلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

4.1 قبر میں میت رکھتے وقت اجتماعی مخصوص کلمات پڑھنا

رواج

بعض علاقوں میں جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو لوگ بلند آواز سے مخصوص کلمات یا اذکار پڑھتے ہیں یا اجتماعی طور پر دعا کرتے ہیں۔

سنت طریقہ

رسول اللہ ﷺ جب میت کو قبر میں رکھتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

"بسم الله و على ملة رسول الله"[22]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو قبر میں رکھتے وقت سادہ دعا پڑھنا سنت ہے، لیکن اجتماعی اور بلند آواز میں مخصوص کلمات پڑھنے کا کوئی ثبوت نہیں۔

4.2 قبر میں مختلف اشیاء رکھنا

رواج

بعض علاقوں میں میت کے ساتھ قبر میں مختلف اشیاء رکھی جاتی ہیں جیسے:

- قرآن مجید
- تسبیح
- مٹی کے برتن
- ذاتی استعمال کی چیزیں

[22] سنن ابوداؤد، حدیث 3213؛ سنن ترمذی، حدیث 1046

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

شرعی تجزیہ

رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرامؓ سے اس عمل کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اسلام میں میت کے ساتھ قبر میں صرف کفن کے ساتھ دفن کرنے کا حکم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میت کو جلدی دفن کرو[23]۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تدفین کو سادہ رکھا جائے اور غیر ضروری چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔

4.3 قبر پر اذان دینا

رواج

بعض علاقوں میں تدفین کے بعد قبر کے پاس اذان دی جاتی ہے۔

شرعی تجزیہ

احادیثِ صحیحہ میں اس عمل کا کوئی واضح ثبوت موجود نہیں۔

بہت سے محدثین اور فقہاء کے نزدیک قبر پر اذان دینا **بدعت** ہے کیونکہ یہ عمل نبی کریم ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"قبر پر اذان دینے کا عمل نبی ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں[24]۔"

4.4 قبر کو پکا بنانا اور تعمیر کرنا

رواج

بعض علاقوں میں قبر کو پکا بنانا، اس پر عمارت بنانا یا آرائش کرنا عام ہے۔

شرعی حکم

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پکا بنانے سے منع فرمایا۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے قبر کو پکا بنانے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا[25]۔"

4.5 قبر پر چراغاں یا روشنی کرنا

---

[23] صحیح بخاری، حدیث 1315

[24] مجموع الفتاوی، امداد الفتاوی جدید 436-11:

[25] صحیح مسلم، حدیث 970

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

رواج

بعض علاقوں میں قبرستان میں چراغاں کرنا، اگر بتی لگانا یا خاص مواقع پر روشنی کرنا دیکھا جاتا ہے۔

شرعی موقف

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو عبادت گاہ بنانے یا ان پر چراغ جلانے سے منع فرمایا۔

" عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر، اور انہیں سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ "۔[26]

4.6 قبر پر بیٹھ کر اجتماعی قرآن خوانی

رواج

تدفین کے فوراً بعد لوگ قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن خوانی کرتے ہیں۔

شرعی تجزیہ

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھنا یہاں تک کہ اس کے کپڑے جل جائیں اس کے لیے بہتر ہے اس بات سے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے "[27]۔

4.7 تدفین کے بعد کھانے کا اہتمام

رواج

بعض علاقوں میں تدفین کے بعد میت کے گھر والے مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام کرتے ہیں۔

سنت طریقہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان پر مصیبت آئی ہے[28]۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کھانا **میت کے گھر والوں کے لیے** تیار کیا جانا چاہیے نہ کہ ان سے کھلایا جائے۔ جبکہ قبر پر اذان دینا، مخصوص کلمات پڑھنا، قبروں کی تعمیر، چراغاں اور دیگر رسومات شریعت سے ثابت نہیں اور بہت سے علماء کے نزدیک یہ **بدعات** ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ تدفین کے معاملے میں سنت نبوی ﷺ کو اختیار کریں اور غیر ثابت رسومات سے اجتناب کریں۔

5۔ تدفین کے بعد فاتحہ خوانی

---

[26] سنن نسائی/کتاب الجنائز/حدیث: 2045

[27] سنن نسائی/کتاب الجنائز/حدیث: 2046

[28] سنن ابوداؤد، حدیث 3132

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

برصغیر خصوصاً پاکستان کے صوبہ پنجاب میں تدفین کے بعد ایک عام رواج یہ ہے کہ قبر پر یا گھر میں جمع ہو کر **فاتحہ خوانی** کی جاتی ہے۔ اس میں عام طور پر سورۂ فاتحہ، درود شریف یا قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر میت کو ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر یہ عمل تدفین کے فوراً بعد قبر کے پاس کیا جاتا ہے، جبکہ بعض جگہوں پر گھر میں اجتماعی طور پر اس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس رسم کا مقصد بظاہر میت کے لیے دعا اور ایصالِ ثواب ہوتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ آیا تدفین کے بعد اس مخصوص طریقے سے فاتحہ خوانی کرنا **قرآن و سنت سے ثابت ہے یا نہیں**۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے اسلامی تعلیمات اور فقہی آراء کا جائزہ ضروری ہے۔

5.1 اسلام میں میت کے لیے دعا کا حکم

اسلام میت کے لیے دعا اور مغفرت طلب کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ قرآن کریم میں مؤمنین کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے سے پہلے ایمان والوں کے لیے دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے[29]۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا مشروع اور مستحب عمل ہے۔

5.2 تدفین کے بعد دعا کا مسنون طریقہ

نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ تدفین کے بعد آپ صحابہ کرامؓ کو میت کے لیے دعا کرنے کی تلقین کرتے تھے۔

حضرت عثمان بن عفانؓ روایت کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ جب کسی میت کو دفن کر چکتے تو قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت کی دعا کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی مانگو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا[30]۔"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تدفین کے بعد میت کے لیے دعا کرنا سنت ہے۔

5.3 فاتحہ خوانی کا موجودہ رواج

---

[29] سورۃ الحشر:10

[30] سنن ابوداؤد، حدیث 3221

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

پنجاب اور برصغیر کے معاشرے میں فاتحہ خوانی عموماً درج ذیل طریقوں سے کی جاتی ہے:

1. قبر کے پاس اجتماعی طور پر سورۂ فاتحہ پڑھنا
2. قرآن مجید کے مختلف حصے پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا
3. ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا
4. اسے ایک لازمی رسم سمجھنا

یہ طریقہ اکثر ایک دینی روایت یا رسم کی صورت اختیار کر چکا ہے۔

5.4 فقہی نقطہ نظر

ایصالِ ثواب کا مسئلہ

اسلامی فقہ میں اس بات پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ دعا اور صدقہ کے ذریعے میت کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، علم نافع یا نیک اولاد کی دعا۔[31]"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کے لیے دعا کرنا باعثِ فائدہ ہے۔

5.5 اجتماعی فاتحہ خوانی کا مسئلہ

رحوم کے لیے ایصال ثواب تو صحیح اور ثابت ہے لیکن اس کے لیے کوئی دن، تاریخ اور طریقہ لازم و متعین نہیں، تدفین میت کے اگلے روز اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کرنا اور اس کے لیے باضابطہ مجلس منعقد کرنا اور کھانے پینے کی چیز پر دعا اور وظیفہ پڑھنے کے بعد اسے تقسیم کرنا وغیرہ اس طریقے کا التزام مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، دن و تاریخ کی تعیین و تخصیص کے بغیر اور کسی غیر ثابت شدہ ہیئت کے التزام کے بغیر انفرادی طور پر جب جس قدر ہو سکے تلاوت قرآن کر کے یا نفلی نمازیں پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے یا کسی بھی کار خیر کے ذریعہ ثواب میت کو پہنچایا جا سکتا ہے اگرچہ جس چنے پر وظیفہ وغیرہ پڑھا گیا ہو اس کو کھانا نا جائز نہیں[32]۔

6۔ تیجہ، دسواں، پندرواں، چالیسواں، سالانہ برسی

---

[31] صحیح مسلم، حدیث 1631

[32] دارالافتاء، Fatwa ID: 179-163/M=2/1438

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مسلم معاشرہ میں فاتحہ خوانی قرآن خوانی' سوم اور چہلم وغیرہ کی رسومات اس قدر رواج پاچکی ہیں کہ اب یہ باقاعدہ تقریبات کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ اور جو ان کی موجودہ شکلیں ہمارے سامنے ہیں' ان کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان تقریبات کا اس طرز کا وجود تک نہ تھا' نہ صحابہ کرامؓ سے اور نہ ائمہ دین سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل کی بنیاد پر ہم مذکورہ مروجہ رسومات یا تقریبات کو جائز نہیں سمجھتے۔

6.1 رسول اکرم ﷺ کے دور میں اموات ہوئیں۔ مرنے والوں کے عزیز و اقارب اور ورثاء کے لئے آپ ﷺ نے کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا جو آج ہمارے ہاں قل سوم یا چہلم کی شکل میں ہیں۔ خود آپ کی صاحبزادیاں فوت ہوئیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کے لئے اجتماعی فاتحہ خوانی' قرآن خوانی یا چہلم وغیرہ نہیں کیا۔ جس طرح ہمارے ہاں آج کل رواج ہے۔

6.2 حضور اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ:

كنانرى الاجتماع الى اہل الميت و صنعهم الطعام من النسياحة[33]۔

"ہم یعنی صحابہ رسول ﷺ اہل میت کے ہاں لوگوں کے جمع ہونے اور اہل میت کا ان کے لئے کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے۔"

اور دوسری حدیث میں خود حضور ﷺ نے نوحہ کو جاہلیت کی رسموں میں قرار دیا ہے۔

6.3 میت کے گھر والوں کو کھانا پکانا اور اپنے خاندان اور برادری والوں یا مہمانوں کو کھلانا یوں بھی معیوب ہے۔ اس کے برعکس رسول اکرم ﷺ نے اہل میت کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی۔ حدیث میں ہے کہ:

"جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی وفات کی خبر آپ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونہ وہ مصیبت و غم میں مبتلا ہیں۔"

ہمارے ہاں مسئلہ ہی الٹ ہے۔ یہاں یتیم ہو یا غریب بیوہ عورت ہو یا مقروض آدمی جب موت واقع ہوگئی تو مولوی صاحب سمیت کھانے والوں کی چالیسویں تک ایک لمبی قطار لگ جاتی ہے اور قرآنی خوانی محض ایک بہانہ ہے اور ایصال ثواب محض برائے نام ہے اصل غرض کھانا کھلانا ہے۔

6.4 آج کل ایسی تقریبات نام و نمود اور نمائش کا ذریعہ بن چکی ہے اور شادی کی طرح اس کی تشہیر کی جاتی ہے اور پھر پورے اہتمام کے ساتھ انواع و اقسام کے کھانے تیار کئے جاتے ہیں اور کھانے والے اپنے عزیز و اقارب یا مذہبی لوگ ہوتے ہیں۔ ان میں غریب و مسکین کا گذر تک بھی نہیں ہوتا اور جس عمل میں ریاء اور دکھلاوا آجائے وہ تو ویسے ہی اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ گو ظاہر میں وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔

6.5 قرآن و سنت میں میت کے تعلق سے فاتحہ خوانی' قل' قرآن خوانی' سوم اور چہلم کے الفاظ یا اصطلاحات کا ذکر تک نہیں۔ اگر ان کی کچھ اہمیت ہوتی تو یہ الفاظ یا تقریبات قرآن و حدیث میں منقول ہوتے یا سلف صالحین سے ان کا ثبوت ہوتا اور اوپر ذکر کی گئی قباحتوں سے پاک بھی ہوں تب بھی ان اعمال کے لئے خصوصی مجالس قائم کرنا' خصوصی دن مقرر کرنا اور پھر ان کی خاص شکل بنانا اور پھر کچھ آیات کا انتخاب کر کے

[33] سنن ابن ماجہ ج اکتاب الجنائز باب ماجاء فی النھی عن الاجتماع الی اھل المیت وضعة الطعام ص ۹۸۷ رقم الحدیث ۱۶۱۲۔

اس موقع پر پڑھنا ان سب کا ثبوت درکار ہے۔ شارع علیہ السلام کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی عبادت کی شکل بنائے یا دن اور کیفیت کا تعین کرے۔

اگر کوئی شخص ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھتا ہے نوافل یا دوسری عبادات ایصال ثواب کے لئے کرتا ہے تو اس کی مروجہ اشکال کی ضرورت نہیں۔ اس طرح صدقہ و خیرات اگر ایصال ثواب کے لئے کرتا ہے تو غرباء و مساکین کو ڈھونڈنا چاہئے۔ دنوں کا تعین کرکے اپنی طرف سے عبادات کی شکل بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

بہر حال قرآن و سنت کی رو سے اس مروجہ چیزوں کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔

ہمارے ہاں اس رسومات کی پابندی کرنے والے اکثر دوست اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہیں انہیں چاہئے کہ حضرت ابو حنفیہ اور دوسرے حنفی اماموں میں سے ان رسومات کا کوئی ثبوت فراہم کردیں بلکہ اس کے برعکس بڑے حنفی ائمہ اور علماء نے اس طرح کی رسومات کو بدعت و ناجائز قرار دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں ہم بزرگوں کے اقوال پیش نہیں کرتے تو بہتر ہوگا کہ چند بزرگوں کے ارشادات بھی اس موضوع پر پیش کردیئے جائیں ۔اگر ہمیں ایصال ثواب کا منکر ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے تو اپنے ان بزرگوں کے بارے میں کیا خیال ہے۔

امام قاضی خان حنفی لکھتے ہیں:

ویکرہ اتخاذ الضیافت فی ایام المصیبۃ لانھا تاسف فلا یلیق بھاما کان للسرور[34]۔

"یعنی مصیبت کے دنوں میں دعوت کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ جو کام خوشی کے وقت ہو' وہ غمی کے وقت مناسب نہیں"۔

امام حافظ ابن ہمامؒ لکھتے ہیں:-

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ لانہ شرع فی السرور لافی السرود وھی بدعۃ مستقبحۃ[35]۔

یعنی میت کے گھر کھانا تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ کھانا تو خوشی کے موقع پر تیار ہوتا ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بڑی قبیح بدعت ہے۔

امام حافظ الدین محمد بن شہاب حنفی لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

”تین دین تک ضیافت مکروہ ہے اور اس طرح اس کا کھانا بھی کیوں کہ ضیافت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے اور پہلے دوسرے اور تیسرے دن طعام تیار کرنا بھی مکروہ ہے اس طرح سات دنوں کے بعد (یعنی ساتواں) اور عیدوں کے موقع پر اور اس طرح موسم بموسم قبروں کی طرف کھانا اور جانا بھی مکروہ ہے اور قرأت قرآن کے لئے اور علماء و قراء کو جمع کرکے ختم قرآن کے لئے دعوت کرنا بھی مکروہ ہے اور علی ہذا القیاس سورہ انعام یا سورہ اخلاص کے قرأت کے لئے کھانا تیار کرنا بھی مکروہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ قرأت قرآن کے وقت کھانا تیار کرنا مکروہ ہے[36]۔

---

[34] فتاوی قاضی خاں

[35] فتح القدیر ج ا ص ۲۹۳

[36] بحوالہ فتاویٰ زازیہ جلد 4

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.4 No.1 2026

یعنی ماتم کے موقع پر یہ بری رسومات اور اسراف کے کام ہیں اور سوم چہلم شش ماہی اور فاتحہ وغیرہ کا اول عربوں میں وجود ہی نہیں تھا۔ تعزیت میت کے ورثاء کے لئے تین دن تک کے علاوہ کسی کھانے کا کوئی وجود نہیں۔

یہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ نہیں تھی کہ نماز کے وقت کے علاوہ خاص طور پر میت کے لئے جمع ہوں پھر قرآن پڑھیں اور کئی ختم بھی پڑھیں نہ قبر اور نہ کسی اور دوسری جگہ اور یہ سارے کام بدعت اور مکروہ ہیں۔ ہاں میت کے ورثاء کی تعزیت کرنا انہیں صبر و تسلی کی تلقین کرنا' یہ سنت و مستحب ہے۔ اس طرح تیسرے روز مخصوص اجتماع اور کئی تکلفات کرنا اور یتیموں کے مال کو بغیر وصیت کے خرچ کرنا بھی بدعت اور حرام ہے[37]۔

اب جب ان رسومات کا ثبوت ایسی شخصیات کے نزدیک بھی نہیں جن کا ہم سب احترام کرتے ہیں' اسکے بعد بھی ان رسومات کو اس جوش و خروش کے ساتھ کرنا جس جوش و جذبے سے فرائض بھی ادا نہیں کرتے تو یہ کھلی ضد اور ہٹ دھرمی ہے۔

رہی ایصال ثواب کی بات تو اس کے سب مسلمان قائل ہیں بشرطیکہ مذکورہ بدعات و رسومات سے مبرا ہو۔ ہم ایصال ثواب کے اس حدیث کی روشنی میں قائل ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا مات ابن آدم انقطع عمله الا من ثلاث صد قة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوا له[38]۔

"یعنی جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین کے۔ صدقہ جاریہ یا ایسا علم سکھایا گیا جو اس کے بعد بھی نفع دے رہا ہے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔"

دوسری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

"ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میرا باپ فوت ہو گیا ہے لیکن اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں[39]۔" (مسند احمد، مسلم شریف)

اب مروجہ ختم، سوم، چہلم اور درود کی شکلوں کو سامنے رکھتے ہوئے خود ایمان داری سے فیصلہ کرلیں کہ یہ صدقہ جاریہ یا صدقے کی کوئی دوسری قسم ہے یا دونوں کا تعین کرکے دوست واحباب کی محض ایک دعوت یا پارٹی کا سماں ہوتا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ صدقہ جاریہ کسے کہتے ہیں اور عام صدقات کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

7۔ پنجاب میں آخری رسومات میں بدعات رائج کہاں سے ہوئی ہیں؟

7.1 ہندو رسومات کی تصدیق:

---

[37] (مسند احمد، مسلم شریف) بلوغ المرام / حدیث: 820

[38] صحیح مسلم للالبانی کتاب الجنائز باب ایصال الثواب رقم الحدیث 1001

[39] فتاویٰ صراط مستقیم، ص 275، محدث فتویٰ

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مولانا عبید اللہ جو پہلے ہندو پنڈت تھے بعد میں اسلام قبول کرنے کے بعد مشہور عالم گزرے ہیں اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ:"ہندو مذہب میں برہمن کے مرنے کے بعد گیارہویں دن، کھتری کے مرنے کے بعد تیرہویں دن، ویش کے مرنے کے بعد پندرہوں یا سولہویں دن اور شودر کے مرنے کے تیسویں دن یا اکتیسویں دن علاوہ ازیں ہر سال اسوج کے مہینے کے نصف اول اور میت کی موت کے چار سال بعد ایک دن سد کا ہوتا ہے۔ہندو ان دنوں کھانے کے ثواب اپنے مردوں کو پہنچانا ضروری سمجھتے ہیں اس طرح ثواب پہنچانے کو ہندو لوگ سرادہ کہتے ہیں اور پنڈت ایسے کھانے پر بیت پڑھتا ہے وہ ہندووں کی زبامیں ابھشر من کہلاتا ہے"[40]۔

7.2 مسلمانوں نے ہندوؤں کی رسومات کو اپنالیا

افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں نے میت کے بعد نتیجہ یا سوئم ساتواں دسواں چالیسواں اور سال بعد بری کے دن ضیافت کے دن مقرر کر لیے۔ پنڈت کی جگہ مولوی نے لے لی۔ سرادہ کی بجائے لفظ ختم شریف کا استعمال ہونے لگا۔ جو بیت پڑھتے تھے اس کی جگہ ملاں قرآن کریم پڑھنے لگا۔ پنڈت کی طرح ملاں کے برتن بھی الگ ہوئے اور ہندوں کی طرح حلواا ور پانی بھی ختم پڑھنے والے کے سامنے رکھا جانے لگا مختصر یہ کہ میت کے حقوق ہو بہو ہندووں سے نقل کر لئے گئے۔

علماء کی طرف سے مسلمانوں کے ہندوانہ رسومات کو اپنانے کی تصدیق حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

ہندوستان میں خاص رسم سوئم یا تیجہ کی ہے کسی دوسری ولایت میں کوئی شخص اس رسم کو نہیں جانتا۔ لہٰذا ہندووں کے نتیجہ کو دیکھ کر مسلمانوں نے اسے اپنے لئے وضع کر لیا ہے۔"[41]

مشہور بریلوی عالم مولوی محمد صالح صاحب کھانا سامنے رکھ کر اس پر پڑھنے کے متعلق اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:"یہ رسم سوائے ہندوستان کے اور کسی اسلامی ملک میں رائج نہیں[42] "۔

امام اہلسنت علیہ الرحمۃ اِس بارے میں فرماتے ہیں: بغیر دعوت کے جمعراتوں، چالیسویں، چھ ماہی، برسی میں جو بھاجی کی طرح اغنیاء کو بانٹا جاتا ہے، وہ بھی اگرچہ بے معنی ہے، مگر اس کا کھانا منع نہیں، بہتر یہ ہے کہ غنی نہ کھائے اور فقیر کو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہی اس کے مستحق ہیں[43]۔

مذکورہ بالا شہادات کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کے بعد ختم شریف کے لیے تیجہ (سوئم قل) ساتواں دسواں چالیسواں یا چہلم وغیرہ رسومات خالصتاً ہندوستان کے باشندے ہندووں کی ہیں جو مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے مولویوں کے گمراہ کن فتووں کی بناء پر اندھا دھند اپنالی ہیں۔ یہ ساری کی ساری بدعات ہیں۔ پیشتر اس کے کہ میت کی ان رسومات پر تفصیلاً بحث کی جائے مناسب ہے کہ لفظ "بدعت کا مفہوم ذہن نشین کر لیا جائے۔

[40]تحفۃ الہند، مولانا عبید اللہ، ص:91

[41]مولانا خلیل احمد صاحب، البراہین القاطعہ، ص:111

[42]مولوی محمد صالح، تحفۃ الاحباب ص:12

[43]فتاوی رضویہ، جلد9، صفحہ673، رضا فاؤنڈیشن، لاہور

تاہم تیجہ، چالیسواں یا برسی کی تعیین کے لیے کوئی صریح نص موجود نہیں۔ برصغیر میں ان رسومات کے فروغ پر ہندوانہ اور مقامی ثقافتی روایات کے اثرات کا ذکر متعدد محققین نے کیا ہے، جن میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی معاشرتی اختلاطِ رسوم کی نشان دہی کی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص رسومات دینی نصوص کی بجائے ثقافتی ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔

شریعت میں میت کے لیے دعا، صدقہ اور ایصالِ ثواب کی اصل موجود ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے صدقۂ جاریہ، نیک اولاد کی دعا اور علمِ نافع کے۔ تاہم مخصوص ایام کی تعیین اور ان کو لازم سمجھنا نصوصِ قطعیہ سے ثابت نہیں، اسی لیے فقہاء نے ایسی تعیین کو محلِ نظر قرار دیا ہے۔

8۔ان رسومات کے معاشرتی و معاشی اثرات کیا ہیں؟

مخصوص ایام میں بڑی دعوتوں اور اجتماعات کا انعقاد بسا اوقات غمزدہ خاندان پر مالی بوجھ بن جاتا ہے۔ بعض گھرانے قرض لے کر یہ رسومات ادا کرتے ہیں تاکہ سماجی تنقید سے بچ سکیں۔ حالانکہ اسلامی تعلیمات میں سادگی اور تکلف سے اجتناب کی تاکید ہے۔

مذکورہ بالا شہادات کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ میت کے بعد ختم شریف کے لیے تیجہ (سوئم قل) ساتواں دسواں چالیسواں یا چہلم وغیرہ رسومات خالصتا ہندوستان کے باشندے ہندوؤں کی ہیں جو مسلمانوں نے بغیر سوچے سمجھے مولویوں کے گمراہ کن فتوؤں کی بناء پر اندھا دھند اپنالی ہیں۔ یہ ساری کی ساری بدعات ہیں۔ پیشتر اس کے کہ میت کی ان رسومات پر تفصیلاً بحث کی جائے مناسب ہے کہ لفظ "بدعت کا مفہوم ذہن نشین کر لیا جائے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعزیت کے موقع پر اہلِ خانہ پر بوجھ ڈالنا پسندیدہ عمل نہیں۔ سماجی طور پر یہ رسومات نمود و نمائش، مقابلہ بازی اور طبقاتی تفاوت کو بھی فروغ دے سکتی ہیں، جو اسلامی مساوات اور اعتدال کے اصول کے منافی ہے۔

9۔ان کے تدارک کے لیے کون سی اصلاحی حکمتِ عملی اختیار کی جا سکتی ہے؟

اصلاح کے لیے سب سے پہلے دینی تعلیمات کی درست آگاہی ضروری ہے۔ علماء اور خطباء کو چاہیے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں آخری رسومات کا صحیح طریقہ واضح کریں اور بدعات سے اجتناب کی تعلیم دیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اصلاحِ معاشرہ کے لیے تدریجی حکمتِ عملی پر زور دیا کہ یک دم سختی کی بجائے حکمت اور نرمی اختیار کی جائے۔ مزید یہ کہ تعلیمی اداروں اور مساجد میں عوامی شعور بیدار کیا جائے، سادہ جنازوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، اور مالی بوجھ ڈالنے والی رسومات سے اجتناب کو سماجی قدر بنایا جائے۔ اس طرح علمی رہنمائی، سماجی تعاون اور تدریجی اصلاح کے ذریعے ان رسومات کے منفی اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.4 No.1 2026
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

نتائج(Results)

1. تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ اسلام نے میت کی تجہیز و تکفین، نمازِ جنازہ اور تدفین کے مراحل کو نہایت سادہ اور باوقار طریقے سے ادا کرنے کی ہدایت دی ہے۔
2. قرآن و سنت میں میت کے لیے دعا، صدقہ اور ایصالِ ثواب کی اصل موجود ہے، لیکن مخصوص دنوں جیسے تیجہ، دسواں، پندرواں، چالیسواں اور برسی کی تعیین کے واضح دلائل موجود نہیں۔
3. پنجاب میں رائج بہت سی آخری رسومات مقامی ثقافتی روایات، سماجی دباؤ اور تاریخی اثرات کے نتیجے میں وجود میں آئی ہیں۔
4. میت پر نوحہ گری، جنازہ اٹھاتے وقت اجتماعی کلمات پڑھنا، قبر پر چراغاں کرنا، مخصوص اجتماعات منعقد کرنا اور میت کے گھر بڑے پیمانے پر کھانے کا اہتمام کرنا اسلامی تعلیمات کے مطابق پسندیدہ نہیں سمجھا جاتا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

5. بعض رسومات وقت کے ساتھ باقاعدہ مذہبی روایت یا دینی فریضہ تصور کی جانے لگی ہیں، حالانکہ ان کی بنیاد زیادہ تر عرف اور ثقافت میں ہے۔
6. ان رسومات کے باعث اکثر غمزدہ خاندانوں پر مالی بوجھ پڑتا ہے اور بعض اوقات لوگ سماجی دباؤ کی وجہ سے قرض لے کر بھی ان تقریبات کا اہتمام کرتے ہیں۔
7. تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات میں تعزیت، دعا اور سادگی کو اہمیت دی گئی ہے جبکہ نمود و نمائش اور تکلف کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔
8. اس موضوع پر عوام میں دینی آگاہی کی کمی بھی ان رسومات کے فروغ کا ایک اہم سبب ہے۔

سفارشات (Recommendations)

1. علماء اور خطباء کو چاہیے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں جنازے اور تدفین کے مسنون طریقے کے بارے میں عوام کو آگاہ کریں۔
2. مساجد، مدارس اور تعلیمی اداروں میں اسلامی معاشرتی تعلیمات کے تحت آخری رسومات کے صحیح طریقہ کار پر خصوصی لیکچرز اور آگاہی پروگرام منعقد کیے جائیں۔
3. معاشرے میں سادہ جنازوں اور کم خرچ تدفین کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ غمزدہ خاندانوں پر مالی بوجھ کم ہو۔
4. تیجہ، چالیسواں اور برسی جیسی رسومات کو لازمی مذہبی عمل سمجھنے کے بجائے ان کی حقیقت کے بارے میں علمی وضاحت کی جائے۔
5. عوام میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ میت کے لیے سب سے زیادہ فائدہ دعا، صدقہ اور نیک اعمال سے پہنچتا ہے نہ کہ رسمی اجتماعات سے۔
6. تعزیت کے موقع پر اہلِ میت کو کھانا کھلانے اور ان کی مدد کرنے کی سنت کو فروغ دیا جائے۔
7. میڈیا اور مذہبی پلیٹ فارمز کے ذریعے دینی اصلاح اور سماجی شعور بیدار کرنے کی مہمات چلائی جائیں۔
8. معاشرتی دباؤ اور رسم و رواج کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کو ترجیح دینے کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ معاشرہ بدعات اور غیر ضروری رسومات سے پاک ہو سکے۔